عید قرباں پر ہم قربانِ یار

سمیرا غزل صدیقی

عیدِ قرباں پہ تم قرباں یار

سمیرا غزل صدیقی

عید الاضحی عید الاضحی عید الاضحی عید الاضحی عید الاضحی عید الاضحی

آہٹ پہ میرے پاؤں کی دھیرے سے چونک کر
دیکھا ہے اُس نے مڑ کے مجھے اس ادا کے ساتھ
پھیلی ہے جسم و جاں میں عجب ایک سر خوشی
خوشبو سی کوئی اُڑنے لگی ہے ہوا کے ساتھ

موراسیاں موسے بولے ناں
میں لاکھ جتن کر ہاری......
موراسیاں موسے بولے ناں

مدھم آواز میں شفقت امانت علی کی خوب صورت آواز اجادو جگا رہی تھی اور وہ اس ماحول میں اردگرد سے بےزا اپنے چہرے پر معروف کمپنی کا ماسک لگائے خوابوں کی بے لگام دنیا میں محو سفر تھی پورا کمرہ اس کی بدسلیقگی کی داستانِ عظیم پیش کررہا تھا حسب معمول بیڈ کی چادر نیچے گری پڑی اس کی حسنِ نظر کی طلب گار تھی اور ڈریسنگ ٹیبل پر معروف کمپنیوں کا تیار کردہ میک اپ کا سازو سامان بڑی ہی بے دردی سے دھرا تھا۔ مریم نے ایک تاسف بھری نگاہ بے پرواسی اریبہ پر ڈالی اور آگے بڑھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے میوزک سسٹم بند کردیا۔

"ڈیئر کزن! اگر ایسی ہی حرکتیں رہیں نہ تمہاری تو تمہارے سیاں جی عرف ہٹلر خان تم سے ساری زندگی ہی بات کرنا پسند نہیں کریں گے۔"

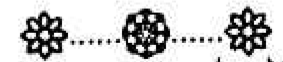
"اُف آ گئیں میری آرام کی دشمن! تمہیں کوئی الہام ہوتا ہے کیا جب بھی میں آرام کررہی ہوتی ہوں ٹپک پڑتی ہو۔" اریبہ نے نہایت بدمزاجی سے مریم کو دیکھا اور پھر ماسک صاف کرنے لگی اس وقت اسے مریم کی آمد شدید ناگوار گزری تھی۔

"ویسے تم یہ بتاؤ کہ آرام کس وقت نہیں کررہی ہوتیں تم اور میری بات مانو تو یہ فضول بیوٹی ٹپس چھوڑو اور کچن کی راہ لو آخر مرد کے دل کا راستہ معدے سے ہوکر گزرتا ہے۔" مریم نے شرارت سے آنکھ دبائی' اریبہ نے پاس پڑا کشن اسے کھینچ مارا جسے آسانی مریم نے کیچ کرلیا۔

"جب ازہان میرے آگے پیچھے ہوں گے نہ تب تمہیں ان ٹپس کا کمال سمجھ میں آئے گا یہ کچن وغیرہ میں گھس کے مجھے اپنی اسکن خراب کرنے کا شوق نہیں۔" اس نے خوش فہمی کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے کہا تو مریم محض سرہلا کے رہ گئی' اسے اپنی یہ کزن بہت عزیز تھی مگر جس روش پر وہ چل نکلی تھی مریم کو اس کی کم عقلی پر ملال سا ہوا' وہ وقتاً فوقتاً اسے سمجھاتی رہتی تھی مگر وہ اریبہ ہی کیا جو اس کی نصیحتوں کا اثر لے لے۔

"اچھا چھوڑو تائی جان بلا رہی ہیں تمہیں جلدی باہر آجاؤ۔"

"ہاں تم چلو میں آتی ہوں۔" اریبہ بے پروائی سے کہتی واش روم میں گھس گئی' مریم نے بڑی بے بسی سے اس کی پشت کو تکا تھا۔



"تم یہاں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی ہو جبکہ میں نے ہی بڑی بہو سے کہہ کر تمہیں کچن میں بلوایا تھا' شام ہو چلی ہے بچے سب گھر آنے والے ہیں تمہاری تائی اور چچی وغیرہ شاپنگ سے ابھی آئی ہیں تم گھر پر تھیں ذرا کچن کا ہی حال دیکھ لیتیں مگر تمہیں تو اپنے کاموں سے ہی فرصت [illegible]

اریبہ کو فرصت سے چپس اور ٹی وی کے ساتھ لطف [illegible] ہوتے دیکھ کر دادی جان نے طنزیہ جملہ کہا تو وہ کھول [illegible] گئی' نجانے کیوں اسے لگتا تھا کہ اس گھر کے [illegible] مکینوں ماسوائے اس کے بابا اور بڑی تائی زرینہ کے [illegible] اس کے آرام و سکون کے ہی دشمن ہیں' بھلا ایک بن ما[illegible] بچی پر اس قدر پابندیاں کہاں جچتی تھیں۔

"دادی جان وہ میں تو بس جا ہی رہی تھی۔" [illegible] مسکین سی شکل بنائی سامنے کچن سے آتی امبر کی [illegible] گئی۔ پیچھے تائی جان بھی تھیں۔

"ارے اماں بس کریں نا بچی ہے کوئی بات نہیں [illegible] اریبہ بیٹا! آپ دیکھ لو ٹی وی۔" حسب معمول [illegible] جان نے اس کی سائیڈ لی تھی جس پر دادی جان [illegible] جل کے رہ گئیں۔

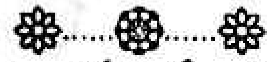
"ہاں ہاں اور بگاڑلو اس کی عادتیں تم' ارے منگنی [illegible] ہے اب اس کی اور منگنی کے بعد لڑکیاں گھرداری سیکھتی اچھی لگتی ہیں نا کہ مستیاں کرتیں۔"

"رہنے دیں نا اماں! یہی تو عمر ہے اور پھر اریبہ [illegible] کون سا شادی کرکے باہر جانا ہے' یہ تو میری بیٹی ہے میرے ازہان کی دلہن!" تائی جان نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے دادی جان سے کہا تو وہ صبر کے گھونٹ پی کے رہ گئیں۔ ان کی بہو کی بھی عجیب ہی منطق تھی ایک تو اریبہ کچھ سیکھنے کے لیے تیار نہیں تھی اور جہاں [illegible] اس پر ذرا سختی کرتیں زرینہ اس کو بچالیتیں۔ دادی جان کے خیال میں لڑکی کے لیے گھرداری نہایت ضروری ہے [illegible] سے بھی زیادہ نگران کی اس رائے سے اریبہ کو قطعاً اتفاق [illegible] تھا۔ اریبہ کو دل سے اپنی عزیز از جان تائی پر پیار آیا۔

"اچھا ٹی وی دیکھنا ہی ہے تو دیکھو مگر کچن سے بیج [illegible] اٹھا لاؤ اور جلدی جلدی سے امبر کے ساتھ بیٹھ کے [illegible] وغیرہ کاٹو۔" اسے فرصت سے ٹی وی پر نظریں جمائے [illegible] کر دادی نے حتمی انداز میں کہا' ابھی اریبہ کا ارادہ کچھ کہنے کا تھا ہی کہ لاؤنج میں داخل ہوتے آف وائٹ ٹی شرٹ [illegible]

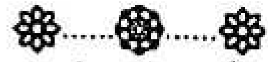
بلیو جینز میں غضب ڈھاتے ازہان کو دیکھ کے اس نے چپ چاپ دادی کے حکم کی تعمیل کی کم از کم اپنے ہونے والے سرتاج کی نظروں میں وہ اپنا مزید مقام گرانا نہیں چاہتی تھی۔ مریم نے شرارت سے اسے دیکھ کے آنکھ دبائی جب کہ تائی جان ازہان کو کپڑے دینے چلی گئیں جو اس وقت تھکا ہارا گھر لوٹا تھا' ازہان نے ایک نگاہِ غلط بھی اریبہ پر ڈالنا گوارا نہ کی تھی۔

"ہونہہ ظالم نہ ہو تو۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی کلس کے رہ گئی اور بجھے دل کے ساتھ پیاز کاٹنے لگی۔



چار مرلہ پر مشتمل اس گھر کے مکینوں میں بڑی ہی محبت یگانگت پائی جاتی تھی اس گھر کی بنیاد مرحوم اصغر احمد نے اور ان کی زوجہ تاحیات آمنہ بیگم نے رکھی تھی جن کے رعب و دبدبہ کے آگے کبھی کسی کی نہیں چلتی تھی۔ خدا نے انہیں تین بیٹوں کبیر' نذیر اور ظہیر سے نوازا تھا یہ خدا کی قدرت ہی تھی کہ بہوؤں کے معاملے میں بھی اللہ نے انہیں خوب اپنی رحمتوں سے نوازا اور زرینہ (بڑی بہو) شازیہ (منجھلی بہو) نعیمہ (چھوٹی بہو) کی صورت میں انہیں تین بیٹیاں مل گئیں۔ گھر کا نظم و ضبط ان کی سلیقہ مندی کا منہ بولتا ثبوت تھا' کبیر اور زرینہ کے دو ہی بچے تھے بڑا ازہان اور چھوٹی مریم جب کہ نذیر اور شازیہ کو خدا نے ایک ہی بیٹی اریبہ سے نوازا تھا مگر یہ قسمت کی ستم ظریفی ٹھہری کہ شازیہ جلد ہی اپنی ننھی سی بچی کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے جاملیں جس کے بعد دادی جان اور نذیر نے اریبہ کو سنبھالا ان کے بے جا لاڈ پیار نے اسے کافی آرام پسند بنادیا تھا ہر معاملے میں بے جا ڈھیل و آزادی اسے کافی بدسلیقہ و کام چور بنا گئی تھی اسی وجہ سے دادی جان نے اسے اس عید الفطر پر ازہان کے سنگ منسوب کردیا تھا تاکہ وہ کچھ گھرداری ہی سیکھ لے مگر انہیں ایسا ہوتا قطعی نظر نہیں آرہا تھا الٹا وہ اپنی چند دوستوں و ڈراموں سے متاثر ہوکر منگنی شدہ ہونے کے بعد ہر وقت ازہان کو اپنے خیالوں کی سیج پر بٹھائے رکھتی اور اس کی التفات و حسنِ نظر کی متلاشی رہتی جب کہ سدا کا سنجیدہ ازہان اس سے صرف برائے نام ہی بات کرتا۔

اریبہ چونکہ پڑھائی میں اتنی دلچسپی نہیں لیتی تھی اس لیے اس نے مریم کے ساتھ ہی بی اے کیا تھا اور اب فارغ التحصیل تھی۔ مریم اریبہ کی نسبت کافی سلیقہ مند اور سمجھ دار لڑکی تھی جب کہ ازہان ایک سوفٹ ویئر انجینئر تھا۔ چھوٹی بہو نعیمہ اور ظہیر کا ایک ہی تیرہ سالہ بیٹا تھا علی جو نہ صرف چھوٹا تھا بلکہ گھر بھر کا لاڈلہ تھا۔ گھر بھر کی رونق اسی کے دم سے تھی۔



"تمہاری شکل دیکھ کے تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے اب تک تمہارے ہٹلر خان تمہاری مٹھی میں نہیں آئے۔" حرا نے شرارت سے کہتے اسے چھیڑا۔

"بس کرو تم اب ایک تو اب تک تمہاری کوئی ترکیب کام نہیں آئی اوپر سے تم آ گئیں جلے پر نمک چھڑکنے۔" اس نے معصومیت سے اپنی اکلوتی و عزیز سہیلی سے کہا۔

"کریں گی ساری ترکیبیں کام کریں گی ڈیئر بس ذرا صبر کرو ویسے تمہاری منگنی عید الفطر پر تھی ورنہ ہوسکتا تھا وہ تمہیں کوئی گفٹ وغیرہ ہی دے کر اپنے جذبات سے آگاہ کردیتا خیر تم پریشان مت ہو ابھی عید الاضحیٰ قریب ہے تم خود ہی اسے کوئی گفٹ یا کارڈ دے دو اور تم دیکھنا یہ ترکیب ضرور کام کرے گی۔" اس نے ایک ادا سے کہتے ہوئے اپنی نازک سی انگلی میں انگوٹھی گھمائی جو کافی اچھی مہنگی اور نئی لگ رہی تھی۔

"واؤ یہ رنگ تمہیں کس نے دی' کتنی زبردست لگ رہی ہے دکھاؤ۔" پلان کے مطابق وہ اریبہ کی توجہ اپنی نئی رنگ کی طرف مبذول کرواچکی تھی۔

"یہ میرے فیانسی نے مجھے عید پر گفٹ کی تھی۔" حرا کی آنکھوں میں کئی رنگ محبت کے جگنو بن کے اترے تھے اریبہ حسرت سے اسے دیکھتی رہ گئی یہ حرا کا معمول تھا جب بھی اریبہ سے ملنے آتی اپنے منگیتر ریاض جو بقول اس کے کافی اچھا اور محبت کرنے والا تھا اس کی شان میں قصیدے پڑھتی رہتی اس کی منگنی ایک سال قبل سادگی سے

ریاض سے ہوئی تھی۔ تھی تو وہ سراسر گھر والوں کی مرضی سے مگر موبائل فون کے بے دریغ استعمال سے اب ان کا رشتہ محبت میں تبدیل ہو چکا تھا آئے دن تحفے تحائف ریاض سے لینا اور اس کی اریبہ کے سامنے نمائش کرکے اس کے کچے ذہن کو محبت کے سپنے دکھا کے اس نے اسے ایک الگ ہی دنیا کا باسی بنا دیا تھا نتیجتاً وہ بھی اب ازہان سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتی رہتی۔

"رنگ بہت اچھی ہے' تمہارا فیانسی بہت لونگ اور کیئرنگ ہے۔" اس نے کچھے دل سے کہا اور ازہان کے متعلق غور کرنے لگی جب ہی مریم دستک دے کے لوازمات سے بھری ٹرے لائی تھی' خلاف توقع اس نے حرا اور اریبہ کی ساری گفتگو سن لی تھی اور آج اسے اریبہ کے رویئے کی تبدیلی کی وجہ بھی سمجھ میں آ گئی تھی جب کہ اریبہ اس بات سے بے خبر تھی کہ مریم سب جان گئی ہے۔ فیشن پرستی کی دلدادہ حرا مریم کو کچھ خاص پسند نہیں تھی لیکن ایک ہی محلہ ہونے کی وجہ سے اس کی اریبہ سے دوستی اب تک قائم تھی وہ اریبہ کی اسکول فرینڈ تھی' سو مریم کو بھی زیادہ اعتراض نہ ہوا لیکن ان کی دوستی اریبہ کے لیے اب خطرناک ثابت ہو رہی تھی۔ مریم نے کچھ سوچتے ہوئے خود کو پُرسکون و بے پروا ظاہر کیا اور سامان دے کر باہر آ گئی اب جو کرنا تھا اسے ہی کرنا تھا۔



"اماں مریم کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ نے میں چاہتی ہوں کہ وہ بھی اب اپنے گھر کی ہو جائے اریبہ اور مریم کی شادی ایک ساتھ کرنے کا ارادہ ہے کبیر بھی یہی چاہ رہے ہیں۔" زرینہ اس وقت دادی جان کے کمرے میں بیٹھیں ان کی رائے جان رہی تھیں وہ ماں تھیں جب ہی چاہتی تھیں کہ مریم بھی جلد از جلد اپنے گھر کی ہو جائے۔

"ماشاء اللہ بہت نیک خیال ہے میں خود یہی سوچ رہی تھی ویسے بھی میری مریم نے پورا گھر سنبھالا ہوا ہے اس کی طرف سے مجھے کافی اطمینان ہے۔" دادی جان نے پان بناتے ہوئے کہا ساتھ ہی ایک پان زرینہ کی طرف بڑھایا۔

"لیکن اماں کوئی رشتہ بھی تو ہو نظر میں اب ا... کسی سے کہہ سکتے ہیں آج کل تو اچھے رشتوں کا ... پڑا ہے۔" ان کے لہجے میں فکرمندی عیاں تھی ... چھوٹی بہو نعیمہ ٹرے میں چائے لیے اندر آ گئیں ... بات سن چکی تھیں۔

"ارے بھائی آپ فکر نہ کریں اتنی سلیقہ مند اور ... بچی ہے ہماری' کیسے رشتہ نہیں ملے گا اور پھر میری ... بھی اپنے بڑے بیٹے فائق کے لیے آج کل لڑکی ... کر رہی ہیں آپ لوگ تو جانتے ہی ہیں فائق کو اگر آپ ... اجازت ہو تو میں ان سے بات کر لیتی ہوں۔ عید بھی قریب ... ہے آج کل میں ذی الحج کا چاند نظر آ جائے گا پھر عید ... سب کو بلا کے بات چیت طے کر لیں گے۔" انہوں ... کپ زرینہ اور دادی کو پکڑاتے ہوئے کافی رسان سے ... تھا زرینہ کا چہرہ کھل اٹھا' فائق جیسا سنجیدہ و ہونہار داماد ... اپنی مریم کے لیے چاہتی تھیں مگر کچھ بھی کہنے سے ... انہوں نے سعادت مند بہو ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ... دادی جان کی تائید چاہی۔

"کیوں نہیں چھوٹی بہو آج بچے آ جائیں ذرا ان ... سب سے مشورہ وغیرہ کر لیں پھر تم بات کر لینا' فائق ... ماشاء اللہ اچھا بچہ ہے میری مریم کے ساتھ جچے گا بھی ... زرینہ کا اشارہ پا کے دادی جان نے محبت سے کہا ... چائے پینے لگیں۔

"عید سے یاد آیا اماں آپ اس بار عید کے حوالے ... کیا کہہ رہی تھیں اس دن کہ چاند نظر آنے سے پہلے ... دلانا۔" کچھ یاد کرتے ہوئے زرینہ نے دادی جان کی توجہ ... دوسری جانب مبذول کرائی' نعیمہ نے بھی کافی دلچسپی سے ... انہیں دیکھا تھا۔

"ہاں اچھا یاد دلایا بڑی بہو تم نے' جاؤ چھوٹی بہو ... جا کے مریم اور اریبہ کو بلا لاؤ پھر بتاتی ہوں۔" انہوں نے ... پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا نعیمہ جھٹ اٹھ کے دونوں ... بلا لائیں۔

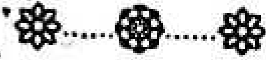
اریبہ کی چھٹی حس اسے خطرے کا الارم سنا رہی تھی جب کہ مریم کے چہرے پر تجسس تھا۔

"ارے یہ ہونق شکلیں کیوں بنا رکھی ہیں بیٹھ جاؤ ادھر دونوں۔" دادی جان نے اپنے پاس جگہ بناتے ہوئے کہا دونوں نے فوراً حکم کی تعمیل بجا لائی دونوں بہوئیں دادی جان کے انداز پر مسکرا کے رہ گئیں' ان کے بیٹھتے ہی دادی جان نے تمہید باندھی۔

"جیسا کہ تم دونوں کو پتا ہی ہے ہر عید پر ماشاء اللہ ہمارے ہاں قربانی کی جاتی ہے اور تمہاری چچی اور تائی سارا انتظام سنبھالتی ہیں اس بار تم دونوں اپنی پڑھائی وغیرہ سے فارغ ہو چکی ہو ازہان اور تمہارے بابا وغیرہ بھی آج کل میں بکرا لے آئیں گے اس لیے میری خواہش ہے کہ کچن وغیرہ کا سارا انتظام و امور تم دونوں سنبھالو اور بڑی بہو اور چھوٹی بہو شاپنگ وغیرہ کر لیں گی سب آخر کو تم دونوں کی بھی شادی کرنی ہے۔" دادی کی بات کے اختتام پر اریبہ کو اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا باقی سب کو تو ان کی بات ٹھیک سمجھ میں آ گئی تھی۔

"دادی مگر......" اس نے عاجزی سے کہا۔

"بس اریبہ! کوئی اگر مگر نہیں مریم تمہارے ساتھ ہے باقی کوئی مدد چاہیے ہو تو ہم سے پوچھ لینا۔" انہوں نے قطعی انداز میں کہہ کر گویا بات ہی ختم کر دی اس کا دل اپنی اس جلا دٹائپ دادی کے اس فیصلے سے بجھ سا گیا تھا۔



"اریبہ آپی! آپ کو پتا ہے ازہان بھائی کے ساتھ کل میں بھی بکرا لینے جاؤں گا۔" علی نے ٹی وی پر نظریں جمائے ٹام اینڈ جیری سے لطف اندوز ہوتی اریبہ کو کہنی مار کے مخاطب کیا۔

"اُف علی تم بھی نہ کوئی دسویں بار مجھے یہ بات بتا چکے ہو مجھے پتا ہے تم جا رہے ہو اس بار۔" کل رات ہی ذی الحج کا چاند دکھا تھا اور جب سے ہی علی نے شور مچایا ہوا تھا کہ اس بار وہ بھی بکرا لینے جائے گا اس کا اشتیاق قابل دید تھا۔

"آپی پہلے پوری بات تو سن لیں۔" اب کی بار وہ ٹی وی اسکرین کے سامنے اپنی نوٹ بک لے کر کھڑا ہو گیا تھا مجبوراً اریبہ کو اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

"بولو اب کیا بات ہے؟" اس نے دنیا جہاں کی بے زاریت اپنے لہجے میں سمو کر کہا جب کہ اس حسن نظر پر علی کی باچھیں کھل گئی تھیں وہ نوٹ بک لے کے اس کے برابر میں صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یہ دیکھیں میں نے کیا زبردست قطعہ لکھا ہے بکرے پر۔" اس کے نئے انکشاف پر اریبہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں اس نے غور سے علی کا جائزہ لیا آخر 8th کلاس کا اسٹوڈنٹ کس طرح شاعری کر سکتا ہے اس سے تو بی اے کر کے بھی ازہان کو لبھانے کے لیے ایک شعر نہ لکھا گیا تھا کافی دیر تک اریبہ کو کچھ نہ بولی تو وہ خود ہی با آواز بلند اپنا لکھا گیا قطعہ سنانے لگا۔

ریٹ تیرے سن کے میں حیران ہو گیا
قصائی کی فیس پوچھی تو پریشان ہو گیا
تیری قربانی تو عید کو ہو گی بکرے میاں

غزل

درد ہوتے ہیں کئی دل میں چھپانے کے لیے
سب کے سب آنسو نہیں ہوتے دکھانے کے لیے
عمر تنہا کاٹ دی وعدہ نبھانے کے لیے
عہد باندھا تھا کسی نے آزمانے کے لیے
کچھ دیے دیوار پر رکھتے ہیں وقت انتظار
کچھ دیے لایا ہوں پلکوں پر سجانے کے لیے
لوگ زیر خاک بھی تو ڈوب جاتے ہیں عدیم
اک سمندر ہی نہیں ہے ڈوب جانے کے لیے
وہ بظاہر تو ملا تھا اک لمحے کو عدیم
عمر ساری چاہیے اس کو بھلانے کے لیے
کوئی غم ہو' کوئی دکھ ہو' درد کوئی ہو عدیم
مسکرانا پڑ ہی جاتا ہے زمانے کے لیے

ساجدہ عاشق ..... جھونان گڑھ

میں تو مگر عید سے پہلے قربان ہوگیا

"زبردست لکھا ہے نا' آج کل کی مہنگائی کے حساب سے۔" اس نے شعر ختم کر کے داد چاہی۔

"بھئی بہت زبردست تم تو بڑے چھپے رستم نکلے۔" اریبہ کی بجائے کچن سے آتی مریم بولی جب ہی اریبہ نے بھی تائیداً میں سر ہلایا یوں کہ گویا احسانِ عظیم کیا ہو علی اسی پر بہت خوش ہوگیا تھا جب ہی اس کی نظر اندر داخل ہوتی حرا پر پڑی علی نے کہنی مار کے اریبہ کا رخ اس طرح کیا۔

"ارے حرا تم' آؤ نا بھئی میں تمہیں ہی یاد کر رہی تھی۔" جدید ترین لباس میں ملبوس اپنے شولڈر کٹ بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی ہوئی وہ اندر داخل ہوئی تھی' پورے ماحول میں ایک دلفریب سی مہک پھیل گئی تھی اریبہ نے آگے بڑھ کے اسے گلے لگایا اور کمرے میں لے آئی جہاں پر وہ دونوں سہولت سے باتیں کرتی تھیں۔

"اور سناؤ آج کل تم بہت چہک رہی ہو اور یہ نیو ہیئر کٹ کب بنوایا تم نے اچھا لگ رہا ہے۔" اریبہ نے ستائش سے اس کے کھلتے چہرے کو دیکھ کے استفسار کیا۔

"ارے بھئی تمہیں تو پتا ہی ہے ریاض کو فیشن ایبل لڑکیاں اپیل کرتی ہیں نہ کہ ہر وقت کچن میں گھسی ہوئی بڑے بڑے دوپٹوں میں لپٹی ہوئی بس اس لیے میں نے خود کو ان کی پسند میں ڈھال لیا۔" اس نے کمال مہارت سے کہا۔

"گڈ چلو اچھا ہے تم لوگ خوش رہو یہاں تو مجھے لگتا ہے ازہان کا دل کبھی نہیں پگھل سکتا۔" اریبہ نے یاسیت سے کہا اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

"کیوں نہیں ہوسکتا میں نے تمہیں مشورہ دیا تو تھا اس عید پر تم ایک کارڈ اور گفٹ لو اور اس میں سب لکھ کے دے دو۔" اس نے اپنا پچھلا دیا گیا مشورہ دہرایا۔

"رہنے دو حرا! بلاوجہ ہی کچھ مسئلہ ہوجائے گا بہرحال میں کوشش کروں گی۔" اس نے حرا کے ساتھ ساتھ خود کو بھی تسلی دی۔

"اور تم نے یہ کیا حال بنایا ہوا ہے ذرا چینج کرو خود کو اتنا کھانے لگی ہو ڈائٹ کا خیال رکھو ورنہ موٹی ہوجاؤ گی اور اپنے یہ بال بھی ٹھیک کرو' کیا فائدہ اتنی لمبی چوڑی چوٹی کا ہاں ویسے بھی آج کل لڑکوں کو فیشن اپیل کرتا ہے تم ایسا کرو کل میرے ساتھ پارلر میں اپائنمنٹ لے لوں گی پھر دیکھنا بالکل بدل جاؤ گی اور جب ازہان بھائی تمہیں اتنا چینج اور اچھے انداز میں دیکھیں گے تو یقیناً تمہارے اسیر ہوجائیں گے۔" اس نے مسکراتے ہوئے بڑی ہی سہولت سے سیدھی سادی اریبہ کو غلط راہ دکھائی جس پر اریبہ نے ہامی بھرلی' حرا کی آنکھوں میں چمک تھی شیطانیت کی وہ مسکرائی تھی۔

❀.....❀.....❀

اگلے دن اریبہ نہایت مسرور تھی حرا کے بتائے گئے مفید مشوروں نے اس کے دل میں موہوم آس سی جگادی تھی آج دوپہر سے ہی وہ بار بار گھڑی کی جانب دیکھتی حرا کا انتظار کر رہی تھی جب ہی اسے حرا کا میسج موصول ہوا تھا کہ وہ خود اس کے گھر آجائے جواباً وہ فوراً تیار ہونے چل پڑی تھی مریم صبح سے ہی اس کی حرکات وسکنات نوٹ کر رہی تھی جب وہ تیار ہو کے باہر آئی تو خلاف توقع پہلا سامنا دادی جان سے ہوا۔

"اس سہ پہر میں تم کہاں جا رہی ہو؟" انہوں نے سرتا پیر اس کا جائزہ لے کے پوچھا۔

"دادی حرا کی طرف جا رہی ہوں علی کے ساتھ۔" اس نے بڑے ہی آرام سے مدعا پیش کیا تھا۔

"لڑکی تم سے بھی حد ہے کل ہی تو وہ آئی تھی گھر پھر آج جانے کی کیا تک بنتی ہے جب کہ میں نے تمہیں کہہ دیا تھا کہ اس بار گھر تم نے اور مریم نے سنبھالنا ہے وہ بچی سارا دن کولہو کے بیل کی طرح لگی رہتی ہے اور تمہیں اپنے کھانے پینے' سونے اور ٹی وی دیکھنے سے فرصت نہیں۔" انہوں نے اس کی اچھی خاصی کلاس لے ڈالی تھی' وہ تلملا کے رہ گئی۔

"دادی مجھے کٹنگ کروانی تھی اس لیے جا رہی ہوں۔" اس نے دھیمی آواز میں نظریں جھکا کے کہا' دراصل دادی جان نے اسے کبھی کٹنگ وغیرہ کروانے کی اجازت نہیں دی تھی اس کے بالوں کی حفاظت وہ خود کرتی تھیں' تیل لگاتیں ہر طرح سے اس کا خیال رکھتی تھیں ان کے خیال میں لڑکیوں کے بال ہمیشہ لمبے ہی ہونے چاہیے تھے۔

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا یہ بیٹھے بٹھائے کیا پخ لگائی تم نے اور چلو اگر سوچ بھی لیا تو کیا تم میں اتنی عقل نہیں کہ اب چاند نظر آگیا ہے 2 تاریخ ہے آج اور جن کے گھر قربانی ہوتی ہے وہ چاند نظر آنے کے بعد ناخن اور بال نہیں کٹواتے' جاؤ اپنے کمرے میں آئندہ ایسی خرافات نہ سنوں' یہ تمہارے ابا اور تائی نے تو مل کے تمہیں بگاڑ ہی دیا ہے۔" اپنی شامت کو اس نے خود آواز دی تھی دادی جان اس کی کلاس لینے کے بعد سر پر ہاتھ مار کے افسوس کرتی ہوئی چلی گئیں اور وہ غصے سے ادھر اُدھر ٹہلنے لگی اب حرا کو کیا جواب دیتی وہ جو اس کا انتظار کر رہی تھی اسے کب سے واک کرتے دیکھ کر مریم اس کے پاس چلی آئی۔

"کب سے واک کر رہی ہو ڈائٹنگ کرنے کا ارادہ ہے یا پھر نیا پاکستان بنانے کا؟" مریم نے شرارت سے کہتے اسے چھیڑا۔

"بس کرو ظالم لوگو! ہونہہ ظالم بھائی کی ظالم بہن سب ہی بس میرے دشمن بن گئے ہیں۔" اس کی شرارت کے جواب میں گہرے طنز کو مریم نے بڑی آسانی سے محسوس کیا تھا جب ہی فوراً سنجیدہ ہوئی۔

"تمہیں کیا ہوگیا ہے اریبہ پہلے تو تم ایسی نہیں تھیں اور پاگل ہم تمہارے دشمن کیوں بنیں گے اور تم بھائی کے بارے میں اتنا مت سوچو تمہیں پتا تو ہے وہ کافی ریزرو اور سنجیدہ ہیں تم جو اُن سے توقع کر رہی ہو وہ ابھی شادی سے پہلے ان کے لیے صحیح نہ ہو اور ہو تو ہو تم ان کی کزن ہو انہیں بچپن سے جانتی نہیں ہو کیا کہ وہ کیسے ہیں اور رہی بات منگنی کے بعد اس طرح قریب آنے کی تو وہ میری اور سب کی نظر میں بھی صحیح نہیں تم بلاوجہ خود کو ہلکان مت کرو' ایک بار شادی ہوجانے دو پھر دیکھنا سب اچھا ہوجائے گا۔" وہ اپنے بھائی اور اریبہ کو اچھی طرح جانتی تھی جب ہی اس نے اسے سمجھانے کی سعی کی وہ جانتی تھی کہ آخر کس کے بہکاوے میں آ کر وہ بہک گئی ہے' فارغ دماغ ویسے بھی شیطان کا گھر ہوتا ہے جہاں باآسانی سے شیطان اپنا قبضہ جما چکا تھا اپنی عزیز از جان' بہن و کزن کے لیے اب سب مریم کو ہی کرنا تھا مگر وہ بھی کہ نہ سمجھنے کے درپے تھی۔

"مریم پلیز اس وقت مجھے یہ سب نہیں سننا۔" وہ نہایت بے رخی سے کہتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی بچ شاید اسے برداشت نہیں ہوا تھا' مریم تاسف سے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔



جھانجھریا اس کی چھنک گئی
چنری بھی سر سے سرک گئی
میری نظر اس سے ملی تو
اس کی نظر شرما کے جھک گئی

دور سے بجتی تیز ترین میوزک کی آواز ان کے گھر کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اریبہ اور مریم دونوں کو شدید کوفت ہوئی اگلے ہی پل میوزک ایک جھٹکے سے بند ہوا تھا اور علی تقریباً ہانپتا کانپتا اندر داخل ہوا تھا۔

"اریبہ آپی ...... مریم آپی ...... جلدی آئیں۔" وہ تقریباً چیختا ہوا ان کے پاس آیا تھا اتنا تو وہ دونوں جانتی تھیں کہ وہ سب بکرا لینے منڈی گئے ہیں لیکن علی کا اس قدر چلانا دونوں کو ہی پریشان کر رہا تھا' اندر سے تائی' چچی اور دادی جان بھی باہر آگئی تھیں۔

"اُف کیا ہوگیا علی کے بچے! کیوں ڈرا رہے ہو؟" اریبہ نے چیونگم چباتے ہوئے بڑی ہی بے زاری سے پوچھا تھا۔

"ارے مت پوچھیں باہر آئیں اتنا پیارا بکرا لے کر آئے ہیں ہم لوگ کہ حد نہیں۔" موصوف کو بکرا لانے کی شاید زیادہ ہی خوشی تھی جب ہی مریم اور اریبہ کو اپنے ہاتھوں سے بمشکل کھینچتے ہوئے اس نے اٹھانا چاہا بکرے کا سن کے وہ بھی اٹھ گئی تھیں۔

"یہ میوزک تم لوگوں نے لگایا ہوا تھا گاڑی

میں۔" اریبہ نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں نہ اب بکرے کی جا گجھریا پر یہ سونگ ہی سوٹ کررہا تھا آپی! کیا بتاؤں بس بہت مزا آیا آج پہلی دفعہ جاکے قسم سے اتنا خوب صورت بکرا بالکل الہڑ مٹیار کی طرح چلتا ہے اور اس کا وائٹ کلر اُف آپی! بس نہ پوچھیں دیکھ لیجیے گا اس دفعہ پورے محلے میں سب سے اچھا بکرا ہمارا ہوگا۔" اس نے عجیب سی خوشی و جوش و جذبے سے کہا' دونوں کی ہنسی نکل گئی اس کا بکرا نامہ دونوں کو کافی پسند آیا تھا اور جب انہوں نے صحن میں آکے بکرے کو دیکھا جسے ازہان اپنے ہاتھوں سے پکڑ کے اندر لارہا تھا' ان کا دل واقعی علی کی باتوں پر ایمان لے آیا' دونوں نے آگے بڑھ کے بکرے کو پیار کیا تھا اور بے ساختہ ماشاء اللہ کہا۔ علی کا بکرا نامہ ایک بار پھر شروع ہوچکا تھا جس سے سب ہی محظوظ ہورہے تھے۔ اریبہ نے چپکے سے ازہان کی جانب دیکھا جو اتفاقاً اسی کی جانب متوجہ تھا وہ نروس ہوکے سر جھکا گئی۔



گھر کے کام سمٹنے کے بجائے بڑھتے چلے جارہے تھے گھر کی مکمل ڈسٹنگ اور پردوں وغیرہ کو دھونے کا کام ابھی باقی تھا اور اس پر موسم کے تیور بادل کسی بھی وقت برسنے کو تیار بیٹھے تھے اور اس پر افتاد یہ کہ مریم کو بخار نے آن گھیرا تھا' جس میں سراسر نقصان اریبہ کا ہوا تھا تائی اور چچی نے اس دن ڈسٹنگ اور کپڑے دھونے وغیرہ کی ذمہ داری لے لی تھی جب کہ مریم کو مکمل آرام کا مشورہ دیتے ہوئے کچن کی ذمہ داری اریبہ کے ناتواں کندھوں پر آن گری تھی اس کے بابا اور چچا' تایا تو آفس لیٹ ہی جاتے تھے مگر ازہان اور علی جلدی جاتے تھے۔ ازہان علی کو اسکول کو چھوڑتا ہوا آفس چلا جاتا تھا سو مجبوراً اسے علی الصبح اٹھنا پڑا تھا جو بھی تھا لیکن کم از کم وہ ازہان کے سامنے سبکی نہیں اٹھانا چاہتی تھی اس لیے دل و جان سے اس نے ناشتا تیار کرکے سرو کردیا۔

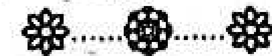
"اریبہ آپی! یہ آپ نے توس تلے ہیں یا فل براؤن کیے ہیں' جیسے قورمے کے لیے پیاز براؤن کی جاتی ہے۔"

علی نے توس دیکھتے ہی بُری سی شکل بنا کے کہا اور واپس رکھ دیا' اریبہ کا دل چاہا اسے تھپڑ لگادے آخر ازہان کے سامنے ایسا کہنے کی کیا ضرورت تھی جو بھی تھا اس نے محنت سے بنائے تھے۔

"ہونہہ...... یہاں تو قدر ہی نہیں ہے محنت کی۔" من ہی من وہ بڑبڑائی تھی مگر کہنے کی جرأت نہ کرسکی کیونکہ سامنے بیٹھا ازہان کبھی اس کو اور کبھی توس کو دیکھ رہا تھا پھر ازہان نے چائے کا کپ اٹھا کے گھونٹ بھرا اور اگلے ہی پل واپس رکھ دیا۔

"علی تم چلو دیر ہورہی ہے میں راستے میں تمہیں حلوہ پوری کھلادوں گا۔" اس نے بائیک کی چابی اٹھاتے ہوئے علی کو اشارہ کیا۔

"واؤ یہ ہوئی نہ بات ورنہ میں تو سمجھا تھا آج ان جلے ہوئے توسوں پر ہی گزارا کرنا پڑے گا۔" وہ نہایت خوشی سے اچھلتا ہوا ازہان کے ساتھ نکلا تھا اریبہ بس دیکھ کے رہ گئی پھر اس نے ازہان کا کپ اٹھا کے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور اگلے ہی پل کلی کردی چائے میں چینی کی جگہ وہ بے دھیانی میں نمک ڈال گئی تھی اور پتی بھی کافی تیز تھی اسے جی بھر کے خود پر شرمندگی ہوئی کہ آخر ازہان کیا سوچتا ہوگا آج پہلی بار اسے اپنی کچن سے غیر دلچسپی پر رونا آیا تھا۔



عید قرباں میں دو دن باقی تھے آج جمعرات تھی اور بروز ہفتہ عید قربان تھی اسے ازہان کے حوالے سے گفٹ کا خیال آیا تو از خود حرا کو کال کی تو اسے اس کا نمبر بند ملا وہ کافی دن سے گھر نہیں آئی تھی نہ اس کے میسجز کا جواب دے رہی تھی۔

اریبہ کو خاصی تشویش ہوئی کہ کہیں وہ اس دن اس کے ساتھ نہیں گئی شاید اس لیے وہ ناراض ہے اپنی دانست میں فی الحال وہ یہی سمجھ پائی تھی سو دوپہر کو جب دادی جان آرام کرنے چلی گئیں تو وہ تائی سے اجازت لے کر حنا کے گھر چلی آئی حسب معمول اس کے گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہی تھا نجانے کیوں اسے ہمیشہ حنا کی امی کے دروازہ کھلا رکھنے والی عادت پر ہمیشہ ہی غصہ آتا تھا وہ بنا اجازت ہی اندر چلی

آئی سامنے ہی اس کی والدہ صوفے پر بیٹھیں ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھیں وہ انہیں سلام کرکے اجازت لیتی حنا کے کمرے کی طرف چلی آئی دروازہ ادھ کھلا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں اس نے موضوع گفتگو خود کو جانا تو مارے تجسس کے دروازے پر ہی رک گئی۔

"ارے وہ حنا تو ہے ہی سدا کی بے وقوف بلاوجہ ہی ازہان کے خواب سجائے بیٹھی ہے میں بھی دیکھتی ہوں میرے ہوتے ہوئے وہ کیسے ازہان کے قریب آتی ہے اسے اس کے دل سے نہ نکال دیا تو میرا نام بھی حرا نہیں۔" سفاکیت وحقارت بھری یہ آواز بلاشبہ اس کی عزیز از جان سہیلی کی تھی اسے اپنی سماعتوں پر شک ہوا مگر آنکھوں دیکھا کانوں سنا بھلا کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے۔

"لیکن تم اسے ازہان کے دل سے نکالو گی کیسے؟" تجسس بھری یہ آواز بلاشک وشبہ حرا کی خالہ زاد اسماء کی تھی جسے اریبہ حرا کے توسط سے ہی جانتی تھی۔

"اور کیا کرنا ہے وہ اریبہ تو ہے ہی سدا کی پھوہڑ و بدسلیقہ ازہان ویسے ہی اسے پسند نہیں کرتا ہوگا اور رہی سہی کسر اس کی فیشن پرستی پوری کردے گی ویسے بھی میں نے اس کی برین واشنگ کرکے اسے فیشن کے کافی قریب کردیا ہے ازہان نے اس لیے مجھے ریجکٹ کیا تھا نہ کہ میں فیشن پرستی کی دلدادہ تھی اب دیکھنا کیسے اس کی یہ کزن پلس منگیتر میرے بنائے گئے سانچے میں ڈھلتی ہے۔" کمال مکاری سے اس نے اریبہ کے سر پر کوئی بم مارا تھا اندر سے دونوں کے قہقہوں کی آوازیں آرہی تھیں اور اریبہ کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا کتنا سمجھایا تھا اسے مریم نے مگر اسے حرا پر ہی بھروسہ تھا تو کیا واقعی ازہان کے مسترد کیے جانے کا بدلہ لے رہی تھی منگنی شدہ ہوکر بھی اریبہ نے خوف سے جھرجھری لی اس سے پہلے کہ کوئی اسے دیکھ لیتا وہ تیزی سے اپنے رخسار پر بہتے آنسو بڑی بے دردی سے رگڑتی وہاں سے نکلی تھی اس کے قدموں میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی پچھتاوے کی۔ اسے اچھی طرح یاد آرہا تھا اب کہ کیسے حرا دوڑ دوڑ کے اس کے گھر آتی تھی

بشریٰ کوثر وارث علی

السلام علیکم! جی آپ حیران ہورہے ہیں کہ یہ کون ہے جو بن بلائے مہمان کی طرح حاضر ہوا ہے نہ جان نہ پہچان تو جی ہم اپنا مکمل تعارف کرواتے ہیں لیجیے تعارف حاضر ہے۔ میرا نام بشریٰ کوثر ہے بی اے کی اسٹوڈنٹ ہوں۔ 7 اکتوبر کو اس جہان فانی میں تشریف لائی' ہم ماشاء اللہ سے آٹھ بہن بھائی ہیں' میرا نمبر دوسرا ہے۔ نوشہرہ ورکاں کے نزدیک گاؤں ساد وورکاں میں رہتی ہوں۔ مجھے سرخ گلاب بہت پسند ہے' رنگوں میں سفید اور کالا رنگ پسند ہے۔ کھانے میں بریانی پسند ہے' آئس کریم تو خاص طور پر سردیوں میں پسند کرتی ہوں۔ لباس میں قمیص شلوار اور بڑا سادہ پٹہ پسند ہے آنچل سے رشتہ تقریباً چھ سات سال پرانا ہے۔ فیورٹ رائٹرز میں نازیہ کنول نازی اور سمیرا شریف طور ہیں۔ ایسی شاعری جو ہمارے جذبات کا اظہار کرے جو دل کے تاروں کو چھیڑ دے بہت پسند ہے۔ پسندیدہ شعراء میں وصی شاہ' ساغر' پروین شاکر اور احمد فراز پسند ہیں۔ جیولری وغیرہ میں صرف ٹاپس پسند ہیں۔ گفٹ لینا اور دینا دونوں اچھے لگتے ہیں۔ خوبیاں اور خامیاں تو ہم سے وابستہ لوگ ہی بتا سکتے ہیں' ویسے میرے خیال میں کوئی بھی انسان مکمل طور پر خوبیوں کا مرقع نہیں ہوتا ہر کسی میں اگر خوبیاں ہیں تو خامیاں بھی ہوں گی اور اگر اس میں خامیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی خوبی سے بھی نوازا ہوگا۔ اسی طرح مجھ میں بھی خامیوں کے ساتھ خوبیاں بھی ہیں خاص طور پر جب کوئی جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو غصہ بہت آتا ہے' جذباتی بہت زیادہ ہوں' مزاج کی بہت سنجیدہ ہوں' تنہائی پسند ہوں۔ مہندی بہت اچھی لگاتی ہوں تقریباً ہر کام بڑی مہارت سے کرتی ہوں' لکھنا بہت اچھا لگتا ہے' پرائیوٹ ٹیچر ہوں۔ وکیل بننے کا ارادہ ہے۔ سیر و تفریح کا بہت شوق ہے خاص طور پر لانگ ڈرائیو اور رات کا سفر۔ میں سیڈ سونگز پسند کرتی ہوں اور آخر میں تمام فرینڈز کے نام ایک چھوٹا سا پیغام' پلیز کسی پر اندھا اعتبار مت کریں جب مان اعتماد ٹوٹتا ہے تو اس کی کرچیاں سیدھی دل میں چبھتی ہیں۔ کوشش کریں کہ آپ کی کسی بات سے کسی کا دل نہ دکھے' اللہ حافظ۔

وہ بھی ازہان کی موجودگی میں اور پھر اچانک ہی اس نے شام میں آنا بند کر دیا تھا' اس کے پیچھے اتنی بھیانک وجہ ہوگی وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

❁......❁......❁

اس کے دل پر جمی گرد کیا صاف ہوئی اسے ہر چیز واضح اور صاف شفاف نظر آنے لگی تھی' مریم کا خلوص دادی کی پیار بھری نصیحتیں جو وہ شادی کے حوالے سے اسے اکثر کرتی تھیں اور اپنا آپ محاسبہ کرنے پر اسے اپنی ہی خامیاں نظر آئیں وہ چپ چاپ تھی' کہتی بھی تو کیا کرتی بھی تو کیا پورے دو دن اس نے نہایت اذیت میں کاٹے تھے لیکن اس کے دل میں اب ایک مقصد تھا ارادہ تھا کچھ کرنے کا' آج عید قربان تھی کچھ ہی دیر میں سب عید گاہ سے نماز پڑھ کے واپس آنے والے تھے اور اس کے بعد قربانی کرنی تھی وہ خاموشی سے تیار ہو کے باہر آ گئی جہاں سب خواتین کاموں میں مصروف تھیں اس نے آہستہ سے سب کو سلام کر کے پیار اور دعا ئیں لیں سب مرد حضرات اب قربانی کرنے جا رہے تھے جب ہی علی نے اسے پکارا۔

"آپی ایک بات تو بتائیں کہ قربانی کا سارا گوشت ہم کیا فریزر میں رکھ دیں گے جو صبح سے ماما لوگ کام میں مصروف ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے کہ بس سب خود ہی پکا کے کھائیں گے۔" اس کی رگِ شرارت پھر پھڑکی تھی آج پہلی دفعہ اسے علی کی باتوں پر غصہ کے بجائے پیار آ رہا تھا۔

"نہیں بیٹا! بالکل نہیں چھچی وغیرہ تو پہلے سے مصالحے تیار کر کے رکھ رہی ہیں' تا کہ کھانا بنانے میں ٹائم کم لگے اور قربانی کا گوشت ہمیشہ تین ہی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے' رشتہ داروں میں مسکینوں میں اور باقی گھر کا ایسا نہیں ہوتا کہ سب رکھ لو۔" اس نے نہایت محبت سے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا پیچھے کھڑے ازہان کے لبوں کو ایک دلفریب مسکراہٹ نے چھوا تھا' کچھ ہی دیر بعد ازہان آیا تھا اریبہ کے پاس وہ حیرت کا بت بنی اسے دیکھتی رہ گئی اس کے ہاتھ میں ایک بڑا پیارا سا کارڈ اور ایک بکس تھا اس نے اریبہ کے ہاتھ میں تھمایا اور چلا گیا۔ کارڈ کے اندر ایک خط تھا جس میں بڑے واضح الفاظ میں لکھا تھا کہ.....

"گھر ہمیشہ گھر داری اور سلیقہ سے بنتے ہیں جیسے دادی نے اور ماما نے بنایا۔ دوسروں کی باتوں میں آ کر لوگ ہمیشہ اپنا نقصان ہی کرتے ہیں گر کر سنبھلنے سے بہتر ہے سنبھل کر چلا جائے اب تمہیں شاید سمجھ آ گیا ہوگا اور کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکیں کہ دادی میری مرضی کے بغیر میری منگنی نہیں کر سکتی تھیں تمہاری جو حیثیت میرے حوالے سے ہے اس میں میرا اقرار شامل ہے۔

"تمہارا ازہان"

بڑی ہی دلفریب مسکراہٹ نے اریبہ کے ہونٹوں کو چھوا تھا کوئی بوجھ تھا جو سرک گیا تھا اس نے بے تابی سے بکس کھولا' اگلے ہی پل ایک جاندار قہقہہ فضا میں گونجا تھا بکس میں تازہ قربانی کیے گئے بکرے کی کلیجی تھی اوپر اک چٹ تھی جس پر لکھا تھا۔

"مرد کے دل کا راستہ معدے سے ہو کر گزرتا ہے اور اس عید کی شروعات میں تمہارے ہاتھ کے ذائقے سے کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے جلدی سے کارڈ اور لیٹر سنبھال کے لاکر میں رکھا اور باہر آ گئی اس کے چہرے پر حیا تھی خوشی تھی لوگ عید پر ہمیشہ اپنی عزیز از جان چیز عید پر قربان کرتے ہیں اس نے بھی اس عید پر اپنی محبت کے لیے اپنا پھوہڑ پن اور کاہلی قربان کر دی تھی۔ باقی کا وقت یقیناً دادی اور مریم کی ٹریننگ میں اس کا کچن میں گزرنا تھا اگر ازہان کی یہ خواہش تھی تو کچھ غلط نہیں تھا آخر اب اسے حرا کو بھی تو مات دینی تھی۔ باہر کھڑی مریم نے بڑی محبت سے اس کے چہرے پر کھلتے گلابوں کو دیکھا تھا وہ اس پر کبھی یہ واضح نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اس نے ہی ازہان کو حرا کے متعلق سب بتایا ہے کہ وہ کس طرح اریبہ کو ٹریپ کر رہی ہے۔ اس نے ہمیشہ کے لیے یہ راز اپنے دل میں مقید کر لیا اور مسکرا دی۔

❁